رہے سلامت تمہاری نسبت

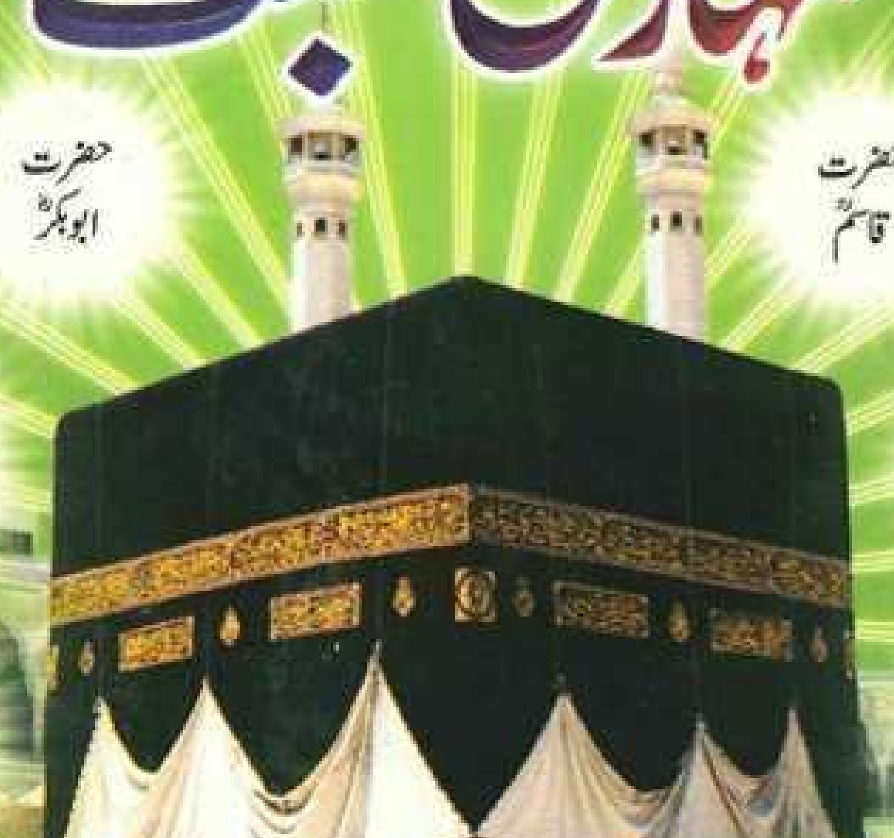

حضرت ابو بکرؓ

حضرت قاسمؒ

حضرت یعقوب چرخیؒ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ

حضرت بایزید بسطامیؒ

حضرت فضل علی قریشیؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت غلام حبیبؒ

حضرت خواجہ محمد معصومؒ

حضرت عبدالمالک صدیقیؒ

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

دار الکتاب دیوبند

باب 3

نور نسبت

...مال کی دو قسمیں

اعمال کی دو قسمیں ہیں، اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ۔ اعمال صالحہ نیک ...موں کو کہتے ہیں اور اعمال سیئہ گناہوں کو کہتے ہیں۔ جو کام اللہ رب العزت ...کے حکم کے مطابق ہوں اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں وہ اعمال ...الحہ میں شامل ہیں اور اس کے برعکس جو بھی کام ہیں وہ اعمال سیئہ کہلاتے ہیں۔

...طن پر اعمال کے اثرات

انسان کے باطن پر اس کے اعمال کے اثرات پڑتے ہیں۔ نیک اعمال سے ...طن میں نور آتا ہے اور برے اعمال سے باطن میں ظلمت آتی ہے۔ ایک مرتبہ ...یک صحابی نماز میں آکر شریک ہوئے مگر وضو کرنے میں کوئی کمی رہ گئی تھی۔ نبی ...کرم ﷺ نے سلام پھیر کر ارشاد فرمایا، کون ہے جس کی وجہ سے ہماری نماز کے ...ر اثر ہوا؟ محدثین نے اس حدیث پاک سے نتیجہ نکالا کہ وضو میں کمی رہ جانا ایک

ظاہری عمل تھا مگر اس کا بھی باطن پر اثر ہو گیا۔ ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا
بے نماز کی نحوست چالیس گھروں تک جاتی ہے۔ تو پ معلوم ہوا کہ اگر
والے کے عمل کا انسان کے باطن پر اتنا اثر ہوتا ہے۔ تو اگر انسان کا اپنا عمل خر
ہوگا تو پھر اس کے باطن پر کتنا بڑا اثر ہوگا......!!!

گناہوں کی وجہ سے دل کا سیاہ ہو جانا

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب بھی انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے
پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے۔ اگر سچی توبہ کر لے تو مٹ جاتا ہے۔ اگر توبہ نہ کر
اور دوسرا گناہ کر لے تو دوسرا داغ لگ جاتا ہے۔ اگر بالکل توبہ نہ کرے تو یہ
گناہوں کے ساتھ ساتھ اتنی بڑھتی چلی جاتی ہے کہ اس انسان کا دل سیاہ ہو
ہے۔ اس کو "رین قلب" کہتے ہیں۔ یعنی دل کا زنگ، دل کی سیاہی۔ قرآن
پاک سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے، كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ کیوں نہیں، انکی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کے
پر زنگ لگا دیا گیا ہے۔ استغفار کی کثرت سے یہ سیاہی دھل جاتی ہے جبکہ غفلت
اور گناہوں سے یہ سیاہی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جس انسان نے کلمہ نہیں پڑھا اس
دل بالکل سیاہ ہوتا ہے۔ اور جس نے کلمہ پڑھ لیا اس کا دل نور ایمان سے لبریز
جاتا ہے۔

دو قسم کے لوگ

اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان دو قسم کے ہیں۔

(۱) کافر (۲) مومن

چنانچہ ارشاد فرمایا

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ

(وہ ذات جس نے تمہیں پیدا کیا پس تم میں سے کافر بھی ہیں اور تم میں سے ایمان والے بھی ہیں)

گویا اس اعتبار سے بندوں کی تقسیم دو طرح سے ہے۔

کفر کی ظلمت

کفار کے دلوں پر ظلمت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ان کے لئے ایک عجیب مثال بیان فرمائی گئی: فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ سمندر میں جب تلاطم آتا ہے تو لہروں پر لہریں پڑ رہی ہوتی ہیں۔ اگر اس وقت آسمان پر بادل بھی ہوں تو سمندر کی تہہ میں اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ قرآن مجید نے کفار کے دلوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے یہی کہا کہ ان کی مثال ایسے ہے جیسے سمندر میں لہروں کے اوپر لہریں آ رہی ہوں، آسمان کے اوپر بادل ہوں پھر سمندر میں نیچے اگر کوئی اپنا ہاتھ نکالے لَمْ یَکَدْ یَرٰهَا وہ کبھی اس کو دیکھ نہیں پاتا۔ کس لئے؟ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی نور ہی نہ بنائے پھر اس کے لئے نور نہیں ہوتا۔

کفر اور ایمان اللہ تعالیٰ کی نظر میں

اللہ رب العزت کو کفر اور کافری سے ذاتی عداوت ہے جبکہ ایمان اور مومن بندوں سے اللہ تعالیٰ کو ذاتی محبت ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا، اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْ اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا۔ آداب شاہانہ کا تقاضہ تو یہی تھا کہ
یوں فرمایا جاتا کہ ایمان والے ہمارے دوست ہیں۔ مگر اللہ رب العزت نے
نسبت کو اپنی طرف پسند فرمایا۔ سبحان اللہ، بندوں پر اتنے مہربان، اتنے کریم،
اتنے رحیم کہ نسبت اپنی طرف فرمائی۔ اس نسبت کی اللہ رب العزت کے ہاں
قیمت ہے۔

ایمان کا نور

محترم جماعت! اگر اللہ تعالیٰ اتنی بات ہی فرما دیتے کہ اللہ تعالیٰ دوست
ایمان والوں کا، تو بات اپنے معانی کے اعتبار سے مکمل ہو جاتی۔ مگر ایک بات
آگے فرمادی جس نے مسئلہ کو بالکل واضح کر دیا۔ فرمایا

يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(اللہ تعالیٰ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے)

چونکہ اللہ رب العزت مومن کا اندھیرے میں رہنا پسند نہیں فرماتے۔ اس
لئے قرآن مجید میں فرمایا:

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

(یہ کتاب ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی، تاکہ آپ نکالیں انسانوں کو
اندھیروں سے روشنی کی طرف)

گویا قرآن مجید اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جانے والی کتاب
ہے۔ اللہ رب العزت جن بندوں سے محبت فرماتے ہیں ان کو اندھیروں سے نکال
کر روشنی میں لے جاتے ہیں اور یہ روشنی ایمان والوں کو نصیب ہوتی ہے۔

نور اور ظلمت

''نور'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ''روشنی'' ہے۔ اس کے بالمقابل ''ظلمت'' کا لفظ آتا ہے۔ جس کا مطلب ''اندھیرا'' ہے۔ جب بھی کوئی بندہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو اس عمل کی وجہ سے اس کے سینے کے اندر روشنی آتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مومن نیک اعمال کرتا ہے تو ہر ہر نیک عمل کے بدلے اس کے سینے میں روشنی آتی ہے۔ اس کے بالمقابل جب بھی کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر اس عمل کی وجہ سے سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر انسان توبہ کر لے تو داغ مٹ جاتا ہے اور اگر گناہوں پہ گناہ کرتا رہے تو داغوں پہ داغ لگتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ انسان کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں روشنی کے لئے نور کا لفظ استعمال ہوا ہے جب کہ اندھیرے کے لئے ظلمت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمٰتِ وَلَا النُّور

(بینائی والا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں)

اس آیت کی رو سے جس طرح بینا اور نابینا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اندھیرا اور روشنی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ لہذا جس انسان کے سینے کے اندر نور اور جس انسان کے سینے کے اندر ظلمت ہو، وہ دونوں بھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

نور سے محروم لوگوں کی کسمپرسی

قیامت کے دن یہی نور انسان کے سامنے ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ وہ لوگ جو ایمان
لائے ہمارے حبیبؐ پر ان کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔ ایک اور
جگہ پر ارشاد فرمایا یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ
اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ قیامت کے دن ایمان والے مردوں اور عورتوں کا نور ان
کے سامنے اور دائیں طرف ہوگا اور وہ اس نور کی روشنی میں قدم بڑھا رہے ہوں
گے۔ منافقین بھی اس وقت قریب ہوں گے اور ایمان والوں سے کہیں گے
اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ ذرا ہماری طرف بھی توجہ کیجئے تاکہ ہم بھی آپ
کے نور سے فائدہ اٹھالیں۔ جیسے راستے پر چلتے ہوئے اگر ایک آدمی کے پاس
ٹارچ ہو تو دوسرے اس سے کہتے ہیں کہ ذرا روشنی اس طرف کرنا تاکہ ہمیں بھی
راستہ نظر آجائے۔ وہاں بھی ہو بہو یہی حال ہوگا۔ لیکن منافقین سے کہہ دیا جائے
گا قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نورا انہیں کہا جائے گا تم واپس دنیا میں
جاؤ، یہ نور تو اس منڈی سے ملا کرتا تھا، تمہیں یہ نور وہاں سے لے کر آنا چاہیے تھا۔

پانچ قسم کا نور

قیامت کے دن نیکیوں کا نور انسان کے ساتھ ساتھ ہوگا۔ حدیث پاک میں
آیا ہے کہ یہ نور پانچ قسم کا ہوگا۔ یوں سمجھئے کہ ایک کمرہ نور سے بھرا ہوا ہے اور مختلف
جگہ پر بلب لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح روز محشر انسان کے پانچ طرف نور ہوگا۔
علماء نے لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا نور اپنے خاص رنگ اور شان کے ساتھ

انسان کے آگے ہوگا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے ٹیوب لائٹ کی بھی روشنی ہوتی ہے اور بلب کی بھی روشنی ہوتی ہے۔ پھر بلبوں میں کچھ پیلی روشنی کے بھی بلب ہوتے ہیں۔ روشنی تو سب میں ہے مگر ہر ایک کی اپنی شان ہے اور اپنا رنگ ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن مختلف اعمال کا نور مختلف رنگ کا ہوگا۔ اللہ اکبر کا جتنا ورد کیا ہوگا اس کا نور اس کے دائیں طرف ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ اکبر میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ اب عظمت کا تقاضا ہے کہ یہ نور انسان کے دائیں طرف آئے۔ اس لئے کہ دائیں طرف کمال کی نشانی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ، کا نور انسان کی بائیں جانب ہوگا۔ اس لئے کہ سبحان اللہ میں تنزیہہ ہے اور بائیں طرف عیب سے پاک ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سبحان اللہ کے نور کو انسان کے بائیں طرف کر دیں گے۔ الحمد للہ کے ورد کا نور انسان کے پیچھے ہوگا اور یہ نور بندے کی قیامت کے دن پشت پناہی کر رہا ہوگا ویسے بھی نعمت ملنے کے بعد الحمد للہ کہا جاتا ہے۔ ایمان کا نور انسان کے سر کے اوپر ہوگا اور یہ بندہ ان انوارات کی روشنی میں اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہوگا۔ اور اسے کہا جائے گا یَاَیُّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۔ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ (اے اطمینان پانے والی جان! لوٹ اپنے رب کی طرف) فرشتے اس کو اس روشنی کے ساتھ جنت کے اندر لے جائیں گے۔

نورِ نسبت

تو روزِ قیامت جو نور انسان کے ساتھ ہوگا یہ وہ اس کے باطن کا نور ہوگا جو دنیا میں گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال والی زندگی گزارنے سے پیدا ہوتا

ہے۔انسان کا نماز پڑھنا، تلاوت کرنا، ذکر اذکار کرنا، سچ بولنا، اخلاق حمیدہ کو
اور ہر کام میں شریعت وسنت کو اپنانا، یہ سب اعمال ایسے ہیں کہ ہر دن اس کے
میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔مثال کے طور پر ایک زیرو واٹ کا بلب بھی ہوتا ہے
پانچ اور دس واٹ کا بھی ہوتا ہے، سو، دوسو، پانچ سو اور ہزار واٹ کا بلب بھی
ہے۔پاور بڑھتی چلی جاتی ہے تو روشنی میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

یہ بات سمجھئے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ روشنی عطا
دی۔اب یہ شخص نیک اعمال میں جتنا بڑھتا چلا جائے گا اسی قدر اس کے ایمان
پاور میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔اور جس قدر ایمان مضبوط ہوتا جائے گا اسی ق
اس کے دل کا نور بڑھتا جائے گا۔حتیٰ کہ اس کے نور ایمان سے سینہ ایسا روشن ہ
کہ اندھیرا قطعی طور پر جاتا رہے گا۔اور ایمان کی یہی روشنی اس کی باطنی بصیر
بن کر آئندہ سے اس کی حفاظت کرے گی۔اس کو شرح صدر نصیب ہو جائے گا
النور اذا دخل الصدر انفتح نور جب سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینے کو کھو
دیتا ہے۔اب شریعت پر عمل کرنا اس کی طبیعت کا اقتضاء بن جاتا ہے۔مکروہا
شریعہ اس کے لئے مکروہات طبیعہ بن جاتی ہیں۔حتیٰ کہ گناہ کرنا تو کیا گناہ کرنے
ارادہ بھی دل میں پیدا نہیں ہوتا۔

نور نسبت ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتا ہے

انسان کے باطن کا یہ نور ہر حال میں انسان کے ساتھ رہتا ہے، دنیا میں بھی
،قبر میں بھی، آخرت میں بھی اور پل صراط پر بھی یہ انسان کے ساتھ ساتھ ر
ہے۔حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتاً فَاَحْيَيْنَاهُ وَ جَعَلْنَالَهُ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

(جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس نور کو لیے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو کہ اس سے نکل ہی نہیں پاتا)

جب ایمان والوں کو قیامت کے دن جہنم کے اوپر سے گزارا جائے گا تو جہنم کی آگ کہے گی اسرع یا مومن ان نورک اطفاء ناری اے مومن! جلدی چل کہ تیرے نور نے تو میری آگ کو بجھا ڈالا ہے۔

نورنسبت کو تمنا بنا کر مانگیں

حقیقت یہ ہے کہ یہ نور بہت ہی مہتم بالشان چیز ہے۔ ہمیں اس نور کی کوشش کرنا چاہیے اور اللہ سے اس نور کو مانگنا چاہیے۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اے اللہ! ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہماری بخشش فرما دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے)

نورنسبت کے اثرات

جب کوئی بندہ نورنسبت کی نعمت سے شرفیاب ہو جاتا ہے تو اسے اشرف المخلوقات کی خلعت پہنا کر نیابت الٰہی کی مسند پر بیٹھا دیا جاتا ہے۔ اب اس کے احوال و کیفیات عجیب اور اس کا بانکپن نرالا ہوتا ہے۔ اسے مقام تسخیر کا مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے چہرے کو نور معرفت سے سجا دیا جاتا ہے، اس کی

صحبت میں تاثیر رکھ دی جاتی ہے، اسے فراست مومنانہ عطا کر دی جاتی ہے، کبھی اس سے کشف و کرامات کا صدور ہونے لگتا ہے اور کبھی اجابت دعا سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ الغرض کہ اسے عجیب و غریب احوال رفیعہ عطا کیے جاتے ہیں۔ کچھ احوال بطور مثال بیان کیا جاتے ہیں۔

(۱) نور نسبت کا قالب انسانی پر اثر

یہ نور نسبت جب انسان کے اندر آجاتا ہے تو اس کے اثرات ظاہری بھی ہوتے ہیں اور باطنی بھی۔ آدمی کی فکر، سماعت، بصارت، کلام اور دیگر ظاہری اعضاء حتیٰ کہ پورے قالب انسانی پر اس کی پاکیزگی کا اثر پڑتا ہے اور وہ نور نسبت سے منور ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرمایا کرتے تھے:

اللھم جعلنی فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و عن یمینی نورا وعن یساری نورا ومن خلفی نورا و من امامی نورا وجعل لی نورا و فی عصبی نورا و فی لحمی نورا و فی دمی نورا و فی شعری نورا و فی بشری نورا و فی لسانی نورا و اجعل فی نفسی نورا و اعظم لی نورا واجعلنی نورا و اجعل من فوقی نورا و من تحتی نورا اللھم اعطنی نورا

(اے اللہ میرے دل میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے اور میرے پٹھوں میں نور کر دے اور میرے گوشت میں نور کر دے اور میرے خون میں نور اور میرے بالوں میں نور کر دے اور میری

کھال میں نور کر دے اور میری زبان میں نور کر دے اور میرے نفس میں نور کر دے اور تو مجھے بہت بڑا نور عطا کر دے، اور مجھے ہی نور کر دے اور میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے۔ اے اللہ میرے مجھے نور عطا فرما)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے خون میں نسبت کا اثر

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں پر نور نسبت کا اثر اتنا گہرا ہوتا ہے کہ ان کی رگ رگ میں اللہ کا نام پیوست ہو جاتا ہے ۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو چکے تھے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ان کو مجنون سمجھ کر کسی نے پتھر مارا۔ جس کی وجہ سے خون نکل آیا۔ ایک آدمی دیکھ رہا تھا۔ اس نے جب خون نکلتا دیکھا تو کہا کہ چلو میں پٹی باندھ دیتا ہوں ۔ لہٰذا اس نے بچوں کو ڈرا دھمکا دیا اور ان کے قریب ہوا۔ وہ دیکھ کر حیران ہوا کہ جو قطرہ بھی خون کا نکلتا ہے وہ زمین پر گرتے ہی اللہ کا لفظ بن جاتا ہے۔ وہ حیران ہوا کہ اس بندے کے رگ و ریشے میں اللہ تعالیٰ کی کتنی محبت سمائی ہوگی کہ خون کا جو قطرہ بھی گرتا ہے وہ اللہ کا لفظ بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے زخم پر پٹی باندھ دی۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اتنی محبت تھی کہ جب کوئی ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا تھا تو وہ جیب میں ہاتھ ڈالتے تھے اور جیب سے مٹھائی نکال کر اس بندے کے منہ میں ڈال دیتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں کہ لوگوں کے منہ میں مٹھائی ڈالتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے میں اس منہ کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو پھر اور کیا کروں۔

شگفتہ اور منور چہرے

نورنسبت کی ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کا احساس ہو جاتا ہے۔کوئی کتنی ہی چھپ کر عبادت کرلے، اللہ اس کی عبادت کے نور کو اس کے چہرے پر سجا دیا کرتے ہیں۔ان کے چہرے الذین اذا رء وا ذکر اللہ کے مصداق بن جاتے ہیں۔دیکھنے والے جب ان کے شگفتہ چہرے کو دیکھتے ہیں تو ان کو اللہ یاد آجاتا ہے۔ان کے چہروں پر بہار کی سی رونقیں نظر آتی ہیں۔ان کے سینے کا نور ان کے چہرے پر عکس ڈالتا ہے۔اجنبی لوگوں کو بھی بتانے اور تعارف کرانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جب ٹرین پر سفر کرتے اور کسی اسٹیشن پر ٹرین رکتی اور وہ معلوم کرنا چاہتے کہ یہ کونسا اسٹیشن ہے تو گاڑی کی کھڑکی میں سے ذرا سا جھانک کر باہر دیکھتے تو پلیٹ فارم پر جو انجان لوگ آجا رہے ہوتے تھے وہ ان کا چہرہ دیکھ کر ان سے ملتے اور ان سے باتیں کرنا شروع کر دیتے تھے۔ناواقف لوگ ہوتے تھے مگر چہرے کو دیکھ کر ان کی مسیحائی کا اندازہ ہو جاتا تھا۔حتیٰ کہ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ کوئی کلام کیے بغیر لوگ آتے اور سلام کرنے کے بعد کہتے کہ حضرت! میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔سبحان اللہ

کچھ ہندوؤں نے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔دوسرے ہندوؤں نے انہیں کہا کہ تم کیسے نکلے اپنے آباؤ اجداد

کے راستے سے ہٹ کر مسلمان بن گئے۔ انہوں نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے کہ ذرا اس شخص کے چہرے کو دیکھو، یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا چہرہ نظر نہیں آتا۔

◎ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اس عاجز سے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے میرا یہ حال کر دیا ہے کہ میں جنگل میں جا کر بھی بیٹھ جاؤں تو اللہ تعالیٰ وہاں بھی منگل بنا دے۔ اور پھر پنجابی میں ایک بات کہی، فرمانے لگے "ہن تے ساڈی پٹھیاں وی سدھیاں تھی ویندیاں ہن" یعنی اب تو اگر الٹا قدم بھی اٹھا لوں تو اللہ تعالیٰ الٹے کو بھی سیدھا کر دیا کرتے ہیں اور واقعی ایک ایسا وقت آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اتنی قبولیت دے دیتے ہیں۔

(۲) صاحب نسبت کی صحبت میں اثر

صاحب نسبت انسان کی صحبت میں عجیب تاثیر ہوتی ہے۔ ان کے دل کا نور پاس بیٹھنے والوں کو دل کے اس طرح متاثر کرتا ہے کہ ان کی شقاوت دور ہو جاتی ہے اور سعادت ازلی سے مزین ہو جاتے ہیں۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی علیہ السلام کی صحبت میں بڑے بڑے نامی گرامی کفار آ کر کلمہ پڑھ لیتے تھے اور صحابیت کا درجہ پا جاتے تھے۔

کتب میں لکھا ہے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں زیادہ ہاتھ صوفیائے کرام کا رہا ہے۔ کیوں کہ ان کی نسبت کا نور لوگوں کے دلوں کو موم کر کے رکھ دیا کرتا تھا۔ ان حضرات کی صحبت کی عجب تاثیر ہوتی ہے۔

◎ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جب بنگال کے دورے پر نکلے تو ان کے ہاتھ

پر ساتھ لاکھ ہندوؤں نے کلمہ پڑھا اور ستر لاکھ مسلمان نے بیعت توبہ کی۔

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اجل خلیفہ دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ میرا ایک بیٹا انگریزی پڑھ کر یونیورسٹی میں پروفیسر بن گیا۔ پروفیسر بننے کے بعد اس کے خیالات دہریت کی طرف چلے گئے۔ جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو پھر نماز روزہ تو دور کی بات ہوتی ہے۔ جس کو وجود باری تعالیٰ میں ہی شک پڑ جائے، ذہن میں ہی شک پڑ جائے تو پھر اعمال کرنا تو دور کی بات رہ جاتی ہے۔ گھر کے سارے بچے حافظ، قاری اور عالم اور بیٹیاں بھی حافظ، عالمہ فاضلہ۔ مگر ان کا یہ بیٹا دوسروں سے ذرا الٹو کھاپتا کیونکہ یونیورسٹی کے ماحول میں تعلیم حاصل کی تھی۔ وہ ڈارون تھیوری کے پیچھے لگ گئے جس کی وجہ سے ان کو وجود باری تعالیٰ کے بارے میں شک پڑ گیا اور زندگی میں غفلت آ گئی۔

حضرت مولانا صاحبؒ نے ایک دن حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا، حضرت! سارا گھرانہ علما کا ہے، بچیاں بھی عالمہ فاضلہ ہیں، مگر یہ بچہ گھر میں ایسا بن گیا ہے کہ اس کا عجیب حال ہے، ہمارے دل میں ہر وقت دکھ اور غم ہے، اس کی والدہ بھی روتی ہے اور میں بھی روتا ہوں۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسی دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو بدل دے۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ وہ مجھ سے بیعت کر لے۔ اب اس کو والد صاحب نے سمجھایا کہ بیٹا! تم بیعت کر لو۔ اس نے جواب دیا کہ جب میں نے نماز ہی نہیں پڑھنی تو مجھے بیعت ہونے کا کیا فائدہ؟ مولانا صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پھر عرض کیا کہ حضرت! میرا بیٹا کہتا ہے کہ میں نے جب نہ نماز پڑھنی ہے اور نہ قرآن پڑھنا ہے تو پھر بیعت ہونے کا کیا فائدہ؟ حضرت نے

فرمایا، کیا میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ نماز پڑھے اور قرآن پڑھے۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ بیعت کر لے۔ یہ ایک عجیب سی بات ہے جو عام بندے کو سمجھ نہیں آتی۔

اگلے دن اس کے والد نے پھر کہا، بیٹا! یہ بزرگ ہمارے ہاں تشریف لاتے ہیں، تمہاری سب بہنیں اور بھائی ان سے بیعت ہیں، میں بھی بیعت ہوں، تم بھی بیعت ہو جاؤ، اس طرح ہمارے گھر کے سب افراد بیعت ہو جائیں گے۔ اس نے کہا، ابو! میں نے کرنا تو کچھ ہے نہیں۔ باپ نے کہا، بیٹا! تم کچھ نہ کرنا، صرف بیعت ہو جاؤ۔ اس نے دل میں سوچا کہ چلو ابو راضی ہو جائیں گے اس لئے میں بیعت ہو ہی جاتا ہوں۔ اب اس نوجوان کو کیا پتہ تھا کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر جو چند کلمات پڑھ لئے جاتے ہیں وہ بندے کے دل کی دنیا بدل کر رکھ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس راز سے واقف نہیں تھا۔ چنانچہ کہنے لگا، اچھا جی میں بیعت ہو جاتا ہوں۔ اس نے اگلے دن حضرت مرشد عالمؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بیعت ہونے کے بعد اس کے دل کی سوچ بدلنا شروع ہو گئی۔ اس نے حضرتؒ کی صحبت میں بیٹھنا شروع کر دیا، حضرتؒ سے محبت ہونا شروع ہو گئی، نمازیں بھی شروع ہو گئیں، تلاوت بھی شروع ہو گئی، زندگی کے لیل و نہار بدلنا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس نے علم پڑھنا شروع کر دیا، تہجد گزار بن گیا، اتنا ذاکر شاغل بنا کہ اس کو چند سالوں کے بعد ہمارے حضرتؒ نے خلافت عطا فرما دی۔ وہ نوجوان جو دہریہ تھا اور خدا بیزار ذہنیت کا مالک تھا اس پر صرف بیعت کے چند کلمات پڑھنے کا اتنا اثر ہوا کہ اس کے دل میں عشقِ الٰہی کا ایسا شعلہ پیدا ہوا کہ بالآخر ہمارے حضرتؒ

نے اس کو اجازت وخلافت عطا فرما دی۔ اس عاجز کی ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ ان کی وجہ سے سینکڑوں نوجوان کفر سے توبہ کر کے اسلام کے اندر داخل ہو چکے ہیں۔

(۳) فراست مؤمنانہ

صاحب نسبت انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام یہ ملتا ہے کہ اسے فراست صادقہ یا فراست صحیحہ عطا کر دی جاتی ہے۔ ان کو اشیاء کی حقیقت کا ادراک بنسبت ایک عام آدمی کے زیادہ ہوتا ہے۔ وہ جس چیز کے متعلق جاننا چاہتا ہے اس کے دل میں اس کی حقیقت القا کر دی جاتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا کہ:

اتقو فراسة المؤمن فانه ينظر بنو رالله

مؤمن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

مالابد منہ میں کتاب الاحسان میں درج ہے کہ

''پیغمبر ﷺ کے نور باطن کو درویشوں کے سینے میں تلاش کرنا چاہئے اور اس نور سے اپنے سینے کو روشن کرنا چاہئے تا کہ فراست صحیحہ حاصل ہو سکے اور اس کے ذریعے ہر خیر وشر کو معلوم کیا جا سکے''

اسی فراست مؤمنانہ کے متعلق کتب میں اسلاف کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان سیدنا عثمان غنیؓ کی محفل میں حاضر ہوا اور آتے ہوئے راستہ میں کہیں بدنظری کرتا ہوا آیا۔ محفل میں جب پہنچا تو حضرت بیان فرما رہے تھے۔ انہوں نے جب نوجوان کو دیکھا تو اپنی فراست سے پہچان گئے اور فرمانے لگے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ بے محابہ ہماری محفلوں میں چلے آتے ہیں حالانکہ ان کی

ھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔

ایک مرتبہ امام اعظم ابوحنیفہؒ وضو فرما رہے تھے۔ ایک اور آدمی ان کے قریب وضو کر رہا تھا اور اس کے وضو کا گرا ہوا پانی امام اعظمؒ کے آگے سے گزر رہا تھا۔ پ نے پانی کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ یہ شخص اپنے والدین کا نافرمان ہے۔ ق کی گئی تو آپ کی بات درست نکلی۔

حضرت امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا اور لوگوں سے کہا کہ یہ شخص بڑھئی ہے اور یا درزی ہے۔ لوگوں نے کہا حضرت آپ نے بالکل درست فرمایا یہ لکڑی کا کام کرتا تھا لیکن اب اس نے وہ چھوڑ کر کپڑے سینے کا کام شروع کر ہے۔

حضرت ابراہیم خواصؒ نے رسالہ قشیریہ میں ایک واقعہ لکھا کہ ایک مرتبہ میں د کی جامعہ مسجد میں تھا اور میرے پاس فقراء کی ایک جماعت موجود تھی۔ ایک وان بڑا ہنس مکھ، باوقار اور خوبصورت نہایت اچھا لباس پہنے ہوئے اور خوشبو ئے ہوئے وہاں پہنچا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ شخص ی ہے۔ سب نے میری بات کا یقین نہ کیا۔ میں جب مجلس سے اٹھ گیا تو اس ں نے لوگوں سے پوچھا کہ شیخ نے میرے متعلق کیا کہا تھا۔ اس کی ظاہری ت سے مرعوب ہو کر لوگوں نے اس کو اصل بات نہ بتائی۔ لیکن جب اس نے زور دے کر پوچھا کہ مجھے حقیقت بتاؤ۔ تو پھر انہوں نے بتایا کہ شیخ نے کہا تھا شخص یہودی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ جوان میرے پاس آیا اور میرے ہاتھوں پر ر رکھ دیا اور مسلمان ہو گیا۔

یک شخص درویشوں والا جبہ اور دلق پہنے ہوئے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی

کی مجلس میں آ کر ایک طرف بیٹھ گیا جب حضرت لوگوں کو وعظ و نصیحت کر
فارغ ہوئے تو اس شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت اتقوا فر
المؤمن کا کیا مطلب ہے اور وہ فراست کیا چیز ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا
فراست یہ ہے کہ تم اپنا زنار توڑ ڈالو۔ یہ سن کر اس نے شور مچا دیا اور کہا کہ معاذ
مجھے زنار سے کیا مطلب؟ اسی اثناء میں ایک مرید نے شیخ کا اشارہ پا کر اس
دلق کو اس کے بدن سے الگ کر دیا تو نیچے سے زنار نکلا۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ مسل
ہو گیا۔ اس کے بعد شیخ نے سب فقراء سے کہا کہ دوستو! جس طرح اس نے ا
ظاہری زنار کو توڑ ڈالا اور مسلمان ہو گیا آؤ ہم سب بھی اپنے باطنی زنا کو توڑ ڈا
اور اللہ کے حضور اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں۔ اس پر لوگوں پر گریہ طا
ہوا اور سب نے اسی وقت بیعت کی تجدید کی۔ (تصوف اور نسبت صوفیہ)

یہ عاجز ایک مرتبہ ایک عالم کو لے کر حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدم
میں چکوال حاضر ہوا۔ دل میں خیال آیا کہ اتنے بڑے عالم میرے حضرت
خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ میں ان کے بارے
حضرت کو کچھ بتا دوں۔ چنانچہ ہم جیسے ہی حضرت سے ملے، میں نے عرض ک
حضرت! یہ ایک بڑے عالم ہیں جو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہی
حضرت فرمانے لگے "چپ کر میں اسے پہلے ہی پڑھ چکا ہوں"۔ حضرت نے
الفاظ مسجد میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمائے۔

(۴) اجابت دعا

صاحب نسبت حضرات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام یہ ملتا ہے

میں مستجاب الدعوات بنادیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک ایسی نسبت اور ایسا تعلق
قائم ہو جاتا ہے اپنی جس ضرورت کو یہ طالب اپنی ہمت اور قلب کی توجہ کے ساتھ
اللہ تعالیٰ سے طلب کریں تو اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رب اغبر اشعث ذی طمرین لا یوبه له لو اقسم علی الله لا بره

(بہت سے لوگ غبار آلود، پراگندہ بالوں اور پھٹے پرانے کپڑوں والے
جن کو کوئی خاطر میں نہ لاتا ہو اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا
کردیا کرتے ہیں)

مولانا رومؒ نے اسی بات کو مثنوی میں یوں فرمایا ہے

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
می دہد یزداں مراد متقیں

(تم یوں چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی یونہی چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے متقی
بندوں کی مراد کو پورا کردیا کرتے ہیں)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی قسم

ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ
میری پھوپھی نے ایک باندی کے دانت توڑ دیئے۔ لوگوں نے معاملہ رفع دفع
کرانے کی کوشش کی مگر اس کے قبیلے والوں نے صاف انکار کردیا اور قصاص کا
مطالبہ کیا۔ معاملہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آنحضرت ﷺ نے حکم
شرعی یعنی قصاص کا فیصلہ فرمادیا۔ یعنی اس کے بدلے میں ان کے بھی دانت

توڑے جائیں۔ آپ کا یہ فیصلہ سن کر حضرت انس ﷺ نے عرض کیا یا ر
ﷺ! کیا میری پھوپھی کے دانت ٹوٹ ہی جائیں گے، قسم ہے اس
جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اس کے دانت نہیں ٹوٹیں گے۔ ر
ﷺ نے فرمایا انس کیسی باتیں کرتے ہو کتاب اللہ میں قصاص کا حکم
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بعد میں ان کی قوم راضی ہوگئی اور انہوں نے
معاف کر دیا اور میری پھوپھی کے دانت بچ گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ
فرمایا لو اقسم علی اللہ لا برہ یعنی کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں ک
تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات سمجھ لیں حضرت انس ﷺ کا یہ بات کرنا کہ دانت نہیں
گے نبی علیہ السلام کے حکم کی مخالفت کے بناء پر نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل
سے تھا۔ اور اللہ نے ان کی بات کو پورا فرما دیا۔

حضرت بابو جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا مقام

حضرت بابو جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ میر پور خاص کے بزرگ تھے۔
مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ جب ہم لوگ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے تو
خدمت میں حاضر ہونے، ملنے اور بیٹھنے کا موقع نصیب ہوتا تھا۔ ہم نے
عجیب بات دیکھی کہ جس بندے کے لئے بھی دعا مانگتے کہ اے اللہ! اس ک
محبوب ﷺ کی زیارت نصیب فرما، اس بندے کو تین راتوں کے اندر ا
علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا تھا۔ ہم نے خود کئی دفعہ اس
آزمایا ہے۔

ہمارے اس شہر کی تبلیغی جماعت کے ایک امیر تھے۔ ایک مرتبہ وہ فجر کے بعد تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں نے بہت وظیفے کئے اور درود شریف پڑھا، مگر دل میں یہ تمنا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو۔ میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں، شاید آپ نے بھی بزرگوں سے اس سلسلہ میں کوئی عمل سنا ہو۔ قدرتی بات ہے ان دنوں حضرت بابو جی عبداللہ تشریف لانے والے تھے۔ چنانچہ ایک دن یہ عاجز ان کو لے کر ان کی محفل میں پہنچ گیا۔ محفل کے اختتام پر اس فقیر نے حضرت بابو جیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! یہ ہمارے مہربان ہیں اور ہمارے شہر کی جماعت کے امیر بھی ہیں، آپ ان کے لئے دعا فرمادیں کہ ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو جائے۔ انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ مشکل سے آدھا منٹ لگا ہوگا اس کے بعد ہم واپس آ گئے۔

دوسرے دن فجر کی نماز کے بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا تو یہ عاجز باہر نکلا۔ دیکھا تو وہ مولانا صاحب سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ کہنے لگے مجھے آج رات اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی زیارت عطا فرمادی ہے۔

اللہ رب العزت نے حضرت بابو جی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مقام دیا تھا۔ بس ان کے ہاتھ اٹھ جاتے تھے اور قدرت کی طرف سے فیصلے ہو جاتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات بزرگوں میں سے تھے۔ جب کوئی قبولیت کا خاص لمحہ ہوتا تو آپ اپنے متوسلین کو آگاہ فرمادیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ رمضان المبارک میں کئی مرتبہ بلا کر بتاتے کہ آج لیلۃ القدر ہے، تم جو دعا مانگنا چاہو اپنے رب سے مانگ لو۔

دس مقبول دعائیں

بڑھاپے کے دوران ایک دفعہ حضرت بابو جی عبداللہؒ کو بخار ہو گیا۔ یہ فقیر خدمت کے لئے حاضر تھا اللہ تعالیٰ نے پانچ دن تک صبح و شام ان کی خدمت کرنے کا موقع دیا۔ پانچویں دن انہوں نے مجھے بلایا اور فرمانے لگے، ذوالفقار میں نے کہا، جی حضرت!۔ فرمانے لگے، اللہ سے مانگ لو جو مانگنا چاہتے ہو انہوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے اور اس عاجز نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ فقیر کو اس بات کا صحیح اندازہ تھا کہ یہ وقت بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے اس فقیر نے جلدی جلدی میں دس دعائیں مانگیں۔ ان میں سے بعض تو ایسی تھیں کہ جو سمجھ میں نہیں آتی تھیں کہ کیسے پوری ہوں گی۔ اس لئے کہ عاجز اپنی اوقات ہی نہیں سمجھتا تھا۔ مگر الحمد للہ اللہ رب العزت نے ان دس دعاؤں میں سے نو دعاؤں کو اپنی آنکھوں کے ساتھ دنیا میں پورا ہوتا دیکھنے کی توفیق عطا فرما دی۔ اور ایک دعا کے بارے میں دل کی تمنا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخری وقت میں اس کو بھی پورا فرما دیں گے۔

نور نسبت کی برکات

نسبت ایک نور ہے۔ وہ نور جس کسی کے سینے میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سراپا برکت بنا دیتے ہیں۔ اس کے دیکھنے میں برکت، بولنے میں برکت اس کے عمل میں برکت، اس کے فیصلے میں برکت، اور وہ جہاں بیٹھتے ہیں اس جگہ پر برکتیں آ جاتی ہیں۔ وہ جس شہر سے گزر جائیں وہاں ان کی برکتیں اتر آتی ہو جاتی ہیں۔

مجوسی کا ہاتھ کیوں نہ جلا؟

ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ان کو ایک آدمی ملا۔ انہوں نے پوچھا، تم کون ہو؟ کہنے لگا، میں آتش پرست (آگ کی پوجا کرنے والا) ہوں۔ دونوں نے مل کر سفر شروع کر دیا۔ راستہ میں وہ آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ اس بزرگ نے اس کو سمجھایا کہ آپ خواہ مخواہ آگ کی پوجا کرتے ہیں، آگ تو خدا نہیں، خدا تو وہ ہے جس نے آگ کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہ نہ مانا۔ آخر کار اس بزرگ کو بھی جلال آ گیا۔ انہوں نے فرمایا، اچھا ایسا کرتے ہیں کہ آگ جلاتے ہیں اور دونوں اپنے اپنے ہاتھ آگ میں ڈالتے ہیں۔ جو سچا ہوگا آگ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوگا اور جو جھوٹا ہوگا آگ اس کے ہاتھ کو جلا دے گی۔ وہ بھی تیار ہو گیا۔

انہوں نے اس جنگل میں خوب آگ جلائی۔ آگ جلانے کے بعد مجوسی گھبرانے لگا۔ جب اس بزرگ نے دیکھا کہ اب پیچھے ہٹ رہا ہے تو انہوں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ تھام کر آگ میں ڈال دیا۔ بزرگ کے دل میں تو پکا یقین تھا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ میری حقانیت کو ضرور ظاہر فرمائیں گے جس سے دین اسلام کی شان و شوکت بھی واضح ہو جائے گی۔ لیکن اللہ کی شان، کہ نہ اس بزرگ کا ہاتھ جلا اور نہ اس آتش پرست کا۔ وہ آتش پرست بڑا خوش ہوا اور یہ بزرگ دل ہی دل میں بڑے رنجیدہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔

چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ! میں سچے دین

پر تھا، آپ نے مجھ پر تو رحمت فرمادی کہ میرے ہاتھ کو محفوظ فرمالیا، یہ آتش پرست تو چھوتا تھا، آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات القا فرمائی کہ میرے پیارے! ہم اس کے ہاتھ کو کیسے جلاتے جب کہ اس کے ہاتھ کو آپ نے پکڑا ہوا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ نسبت کی یوں لاج رکھ لیتے ہیں۔ مجوسی تو پکا کافر تھا مگر اس کے ہاتھ کو وقتی طور پر ایک اللہ والے کے ہاتھ کے ساتھ سنگت نصیب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی آگ سے محفوظ فرمادیا۔

صاحبت نسبت کی اشیاء میں برکت

صاحب نسبت انسان کی ذات میں تو برکت ہوتی ہی ہے۔ ان کی استعمال کردہ اشیاء میں بھی برکت آجاتی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے جبہ میں برکت

کتابوں میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے میں کچھ آزمائشیں آئیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمادیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شاگرد کو بھیجا کہ جاؤ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خواب سنادو۔ چنانچہ اس شاگرد نے جا کر خواب سنادیا کہ خلق قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں آئیں گی اور اللہ تعالیٰ اس آزمائش میں آپ کو کامیاب فرمادیں

گے۔اب ظاہر میں تو تکالیف پہنچنے والی بات تھی مگر اللہ والے تو یہ دیکھتے ہیں کہ اس آزمائش میں ہم کامیاب ہوں گے یا نہیں۔اس خواب میں تو بشارت بھی تھی کہ کامیاب ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ کی یہ سنت ہے کہ اگر کوئی خوشخبری لائے تو خوشخبری لانے والے کو کچھ ہدیہ پیش کر دیا جائے۔چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کا اپنا ایک جبہ پڑا ہوا تھا۔انہوں نے وہ جبہ اس آنے والے بندے کو ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔جب شاگرد نے واپس جا کر امام شافعی کو کارگزاری سنائی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جبہ حاصل کرنے کی فرمائش ظاہر کی۔شاگرد نے امام شافعی کے حوالے کر دیا۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس جبے کو پانی میں ڈبو کر رکھتے اور وہ پانی بیمار آدمی کو پلا دیتے تو اللہ تعالیٰ بیمار کو شفا عطا فرما دیتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے جبہ میں اتنی برکت رکھ دی تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت اس جبہ سے برکت حاصل کرتی تھی۔

صاحب نسبت کے حسب نسب میں برکت

صاحب نسبت کی برکات ان کے نسب میں چلتی رہتی ہیں۔کتب میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی آنے والی اکیس اکیس نسلوں کے ایمان کی بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

ان الذین امنوا و عملوا الصلحت و اتبعتهم ذریتهم بایمانهم الحقنابهم ذریتهم وما التنهم من عملهم من شیء

(بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔اور پھر ان کی

اولاد نے بھی ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولادوں کو بھی ان کے ساتھ قیامت کے دن اکٹھا کر دیں گے۔ اور ان کے عملوں میں سے کچھ بھی ضائع نہ کریں گے)

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ جب اللہ والے اس دنیا سے چلے جائیں گے اور ان سے تعلق رکھنے والے، ظاہری اولاد ہوں یا باطنی اولاد ہوں، ان کے راستے پر چلنے کی کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جتنی ہمت دی ہوگی وہ اس راستے پر چلیں گے۔ اگرچہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے بہت نیچے کے مقام پر ہوں گے اور ان کے روحانی مشائخ بہت بلند مقام پر ہوں گے لیکن چونکہ انہوں نے اسی راستے پر قدم اٹھایا ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت کے ساتھ ان اولادوں کو بھی ان کے بڑوں کے ساتھ ملا دیں گے۔

نسبی ولایت کی برکت

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام ایک بستی میں گئے جہاں دو ایسے بچے تھے جن کے گھر کی دیوار گری ہوئی تھی۔ فرمایا گیا و کان تحته کنز لھما اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ اس دیوار کو دوبارہ بنانے کا حکم کس لئے دیا گیا؟ اس لئے کہ کان ابو ھما صالحا کہ ان کا باپ بڑا نیک تھا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے لفظ تو ابو کا استعمال ہوا ہے مگر اس سے مراد ان کا دادا پردادا یا اوپر کی پشت میں اللہ کا کوئی بڑا ولی گزرا تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی کئی نسلوں کے بعد بچوں کی جائیداد کی بھی حفاظت فرما دی۔

موت کے وقت نسبت کی برکتیں

قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ایک عورت ان سے بیعت ہوئی۔ اس کے بعد اس کا حضرت سے رابطہ بھی نہ رہا۔ البتہ وہ ان کے بتائے ہوئے معمولات پر حتی المقدور عمل کرتی رہی۔ بیس سال کے بعد اس پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی تو وہ اچانک کہنے لگی، وہ دیکھو، حضرت آ رہے ہیں۔ پھر کہنے لگی، وہ دیکھو، حضرت میرے پاس آ گئے۔ پھر کہنے لگی، حضرت مجھے کچھ پڑھا رہے ہیں۔ اس نے خود ہی پوچھا، حضرت! آپ مجھے کیا پڑھا رہے ہیں؟ پھر خود ہی کہنے لگی، حضرت! کیا آپ مجھے کلمہ پڑھا رہے ہیں؟ پھر کہنے لگی، اچھا، میں پڑھتی ہوں۔ چنانچہ اس نے پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

اندازہ کیجئے کہ بیس سال پہلے بیعت ہوئی تھی۔ اس دوران میں کوئی رابطہ نہ ہوا۔ مگر اس کے دل میں محبت تھی۔ ظاہر کے رابطے میں تو رکاوٹیں ہو سکتی ہیں مگر دل کے رابطے میں تو دنیا رکاوٹیں پیدا نہیں کر سکتی۔ بیس سال کے بعد موت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک منظر دکھا دیا، شیخ سے نسبت کی برکت ظاہر فرما دی۔ اس نے اپنے شیخ کے کسی لطیفہ کو دیکھا ہوگا یا اللہ تعالیٰ نے اپنے رجال غیب میں سے کسی بندے کو اس شکل میں کھڑا کر دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے نسبت کی برکت سے اس عورت کے ایمان کی حفاظت فرما دی۔

دل پر انگلی لگنے کی برکت

حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس دل پر اللہ اللہ

کی انگلی لگ جاتی ہے اس دل کو ذکر کے بغیر موت نہیں آ سکتی۔ یعنی نسبت کی برکت کی وجہ سے اس کا خاتمہ بالخیر ہو گا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان کی حفاظت

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں۔ آپ شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے بیعت تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں سو دلائل جمع کیے۔

جب امام رازیؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیطان آپ کو پھسلانے کے لئے آپ کے پاس آیا۔ نزع کے وقت شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور لگاتا ہے تاکہ مرتے وقت وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ شیطان نے آ کر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم نے ساری زندگی اللہ کی عبادت میں گزار دی۔ کیا تم نے اللہ کو پہچانا بھی ہے؟ آپ نے فرمایا، "بے شک اللہ ایک ہے"۔ شیطان کہنے لگا، کوئی دلیل دو۔ آپ نے توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ایک دلیل دی۔ شیطان نے چونکہ انسانیت کو گمراہ کرنے کی قسمیں کھائی ہوئی ہیں اس نے آپ کی بتائی ہوئی دلیل توڑ دی۔ آپ نے دوسری دلیل دی۔ اس نے وہ بھی توڑ دی۔ یہاں تک کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سو دلائل دیئے مگر اس نے سب دلائل رد کر دیئے۔ اب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بہت پریشان ہوئے۔

اس وقت آپ کے پیر و مرشد شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ دور دراز کسی جگہ پر وضو فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی پریشانی کے بارے میں کشفاً مطلع فرما دیا۔ انہوں نے غصہ میں آ کر وہ لوٹا جس سے وضو

فرمارہے تھے دیوار پر مارا اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو پکار کر کہا کہ تو یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا غصہ سے بھرا چہرہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل سامنے تھا۔ سبحان اللہ، نسبت کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔

پورے قبرستان والوں کی بخشش

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو جہاں ان کو دفن کیا گیا وہاں سے خوشبو آتی رہی۔ جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا تو خوشبو آتی تھی۔ اب لوگ حیران ہوتے ہیں کہ قبر سے خوشبو کیسے آئی۔ او خدا کے بندے! اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ اگر پھول زمین پر پڑا ہو تو مٹی کے اندر خوشبو آجاتی ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ حضرات بھی پھول کی مانند تھے۔

کافی عرصہ کے بعد حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفا میں سے کسی کو خواب میں نظر آئے۔ اس نے پوچھا، حضرت! آگے کیا معاملہ بنا؟ حضرت نے فرمایا، اللہ رب العزت کے حضور میری پیشی ہوئی۔ (حضرت کثیر البکاء تھے، ان کی طبیعت غمزدہ رہتی تھی) حضرت نے خواب میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، احمد علی! تو مجھ سے اتنا کیوں ڈرتا تھا؟ یہ سن کر میں اور زیادہ ڈر گیا کہ مجھ سے پوچھا جا رہا ہے۔ جب میں اور زیادہ ڈر گیا تو مجھے فرمایا، احمد علی! تم اور ڈر گئے۔ آج تمہارے ڈرنے کا دن نہیں، بلکہ انعام پانے کا دن ہے۔ ہم نے تمہارا

اکرام کرنا ہے لہٰذا ہم نے تمہاری بھی مغفرت کی اور جس قبرستان میں تمہیں دفن کیا گیا ہم نے وہاں کے بھی تمام مُردوں کی مغفرت فرما دی۔ سبحان اللہ، نسبت بڑی عجیب چیز ہے۔

دعاؤں کا پہرہ

اللہ والوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں میل دور ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ مشائخ کی دعاؤں اور توجہات کے صدقے وہاں بھی ان کے ایمان اور اعمال کی حفاظت فرما دیتے ہیں۔ کئی لوگ فتنوں میں پڑنے لگتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ یوں بچا لیتے ہیں جیسے مکھن میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ بھٹکنے لگتے ہیں مگر کوئی تھام لیتا ہے، پھسلنے لگتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حفاظت فرما دیتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ ہمارے بڑوں کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی ہیں۔ ان کی نسبت کی برکت سے بندے کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ بندہ ایسی آزمائشوں سے جو بچ نکلتا ہے وہ اہل ہم میں سے کسی کی ہمتیں ہوتی ہیں۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا:

دور بیٹھا کوئی تو دعائیں دیتا ہے
میں ڈوبتا ہوں سمندر اچھال دیتا ہے

اس لئے ہمیں نور نسبت تمنا بنا کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے کیونکہ

نسبت مصطفیٰ بھی بڑی چیز ہے جس کو نسبت نہیں اس کی عزت نہیں
خود خدا نے نبی سے یہ فرما دیا جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں